بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

الحمد للہ کہ رمضان المبارک میں موتمر المصنفین کی مطبوعات میں دو اہم کتابوں کا اضافہ ہوا پہلی کتاب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درس ترمذی شریف کے آمالی و تقاریر کا عظیم الشان مجموعہ حقائق السنن جلد اول (اردو) شائع ہو گئی جس کا عرصہ سے علمی حلقوں میں انتظار ہو رہا تھا اس کتاب کی افادیت اہمیت اور عظمت کے لئے تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا اسم گرامی کافی ہے۔ دوسری کتاب "قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف" کے نام سے ایک تاریخی دستاویز ہے۔ سردست موضوع کی اہمیت کی بنا پر اس تاریخی وثیقہ کے مفصل تعارف کی ضرورت ہے جو کتاب کے آغاز میں دیباچہ کے طور پر مولانا سمیع الحق صاحب کے قلم سے ہے اور اس قابل ہے کہ نقشِ آغاز کے طور پر الحق میں شامل ہو (ادارہ)

عالمی استعمار اور اسلام دشمن قوتوں نے ملت مسلمہ کی وحدت و سالمیت، نظریاتی یک جہتی اور سیاسی قوت کو ختم کرنے کے لئے جو حربے استعمال کئے اس میں قادیانیت ایک ایسا ضرب کاری تھا جس کے مہلک اثرات وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے اور پھیلتے چلے گئے جن علماء اور مفکرین امت کو اس فتنہ کی ہلاکت آفرینیوں کا احساس تھا وہ پہلے ہی دن سے اس شجرۂ خبیثہ کے قلع قمع کے لئے کمربستہ ہو گئے اور تحریر و تقریر کی پوری صلاحیتوں سے امت کو اس فرقۂ ضالہ کے دجل و تلبیس سے آگاہ کرتے رہے مگر اسلام کے اساسی عقائد توحید و رسالت اور ختم نبوت کی نزاکت و اہمیت سے ناآشنا روشن خیال طبقے اسے مولویوں کی "تنگ نظری" پر محمول کرتے رہے اور جب مرزائیوں کا آقائے ولی نعمت انگریز برصغیر سے چلا گیا تب بھی پاکستان کے دینی حمیت سے عاری حکمران قادیانیت کے بارہ میں جمہور مسلمانوں کی جدوجہد کو نظر انداز کرتے رہے تا آنکہ ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کے مرکز ربوہ کے اسٹیشن پر مسلمان نوجوانوں پر جارحانہ حملہ کی شکل میں ایک لطیفہ غیبی رونما ہوا۔ اس ظالمانہ جسارت نے پاکستان کے عام مسلمانوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ دینی حمیت کا جو لاوا اندر ہی اندر پک رہا تھا وہ یک لخت پھٹ پڑا۔ اور ایمان کی چنگاری شعلۂ جوالہ بن گئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر اور ملک کے دیگر جید علماء و مشائخ کی جدوجہد اور رہنمائی نے احتجاج کو ایک ہمہ گیر اور منظم تحریک کی شکل میں بدل دیا۔ اور "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی صورت میں ملک کے ہر مکتب فکر کے اکابر علماء ممتاز قومی رہنماؤں اور اہم دینی جماعتوں کا ایک متحدہ پلیٹ فارم وجود میں آیا۔ پوری ملت کے اتحاد و یگانگت کا ایسا روح پرور اور باطل شکن مظاہرہ برصغیر میں کم ہی دیکھنے میں آیا ہو گا اور یہ کرشمہ تھا اس والہانہ عشق و محبت ایمان آفرین قلبی تعلق اور روحانی رابطوں کا جو ہر ادنیٰ امتی اور غلام کو آقائے دوجہاں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات سے ہے یہ تحریک ایمان و یقین اور عشق و محبت کی بنیادوں پر اٹھی اور سورج کی روشنی اور حرارت کی طرح ملک کے گوشے گوشے کو روشن اور گرما گئی۔ ادھر اس وقت کی سوشلزم اور لادینیت کی علمبردار حکومت اس تحریک کو اولاً سختی سے دباتی رہی۔ اس میں کامیابی نظر نہ آئی تو لطائف الحیل سے ٹالنا چاہا۔ زعماء تحریک کی کردار کشی۔ ذرائع ابلاغ سے پروپیگنڈہ، الغرض یہ سارے ہتھکنڈے استعمال ہوتے رہے مگر جب پانی سر سے گزرنے لگا تو بالآخر حکومت وقت نے امت کے اس اجماعی اور طے شدہ مسئلہ کو غور و خوض کے لئے قومی اسمبلی کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کیا۔

اس غرض سے پوری قومی اسمبلی کو "خصوصی کمیٹی" کی حیثیت دی گئی اور طے پایا کہ مرزائیوں کی ہر دو جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) کے سربراہوں کو اپنا موقف پیش کرنے دیا جائے اور قوم کے ارکان دلائل و براہین سے اپنا موقف پیش کریں پھر اس کی روشنی